P. O. RGD. No. A 922

ہماری زبان

انجمن ترقی اردو (ہند) علیگڑھ کا پندرہ روزہ اخبار

قیمت فی پرچہ دو آنے | سالانہ چندہ دو روپے

جلد ۱۱ | ۱۵ فروری سنہ ۱۹۵۲ء | ایڈیٹر۔ قاضی عبدالغفار | ۱۸ جمادی الاول ۱۳۷۱ ہجری | نمبر ۵۲

کچھ اپنی باتیں

(ہم ذیل میں مولانا شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی مدیر معارف کا وہ اداریہ نقل کر رہے ہیں جو مولانا موصوف نے جنوری سنہ ۱۹۵۲ء کے معارف میں تحریر فرمایا ہے۔ یہ اداریہ لکھنؤ کنونشن پر ایک فاضلانہ تبصرہ ہی ہے اور علاقائی زبان کی مہم کو کامیابی کی منزل تک پہنچانے کے لئے مشعل راہ بھی)

اردو کی مخالفت کے اسباب

اردو کنونشن لکھنؤ میں اگرچہ اردو کے حامیوں کا پورا اجتماع نہ ہو سکا۔ لیکن اپنے مقصد اور منشا کے لحاظ سے وہ بڑی حد تک کامیاب رہا۔ اور بلا تفریق مذہب و ملت اردو کے تمام حامیوں نے اس میں شرکت کی اور اس کی تائید وحمایت میں پورا حصہ لیا۔ جس پر ان کی تقریریں شاہد ہیں کنونشن کے محترم صدر ڈاکٹر ذاکر حسین خان عباس استقبالیہ کے صدر پنڈت کشن پرشاد کول انجمن ترقی اردو کے سکریٹری قاضی محمد عبدالغفار صاحب اور دوسرے ممتاز شرکاء نے اپنی تقریروں میں اردو کی اہمیت اس کے قانونی حق، اس کے ساتھ حکومت کے معاندانہ رویہ اس کی حق تلفی اور مادری زبان میں ابتدائی تعلیم کے مسئلہ میں حکومت کی وعدہ خلافیوں کی پوری تفصیل بیان کی۔ اور کنونشن کے اغراض و مقاصد ان کے حصول کے قانونی ذرائع، طریقہ کار اور ان سے متعلق دوسرے اہم امور و مسائل پر روشنی ڈالی۔ یقین ہے کہ اس کنونشن کے بعد اردو کی مہم جو پہلے سے جاری ہے اور زیادہ ضبط و نظم اور وسعت کے ساتھ انجام پائے گی۔

ہندو مسلم اتحاد کی نشانی

اردو کا مسئلہ درحقیقت سیاسی سے زیادہ قومی، لسانی اور تہذیبی اہمیت رکھتا ہے اردو، ہندو مسلم اتحاد، ہندستان کے مشترکہ کلچر اور متحدہ قومیت کی سب سے بڑی نشانی ہے اور اس وصف میں ہندستان کی کوئی زبان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور سب زبانیں مقامی اور صوبائی ہیں۔ اور خاص خاص کلچروں کی نمائندگی کرتی ہیں اور اردو پورے ہندستان کی قومی اور مشترکہ زبان ہے اس میں اسی کے تمام فرقوں اور طبقوں کے کلچر کی روح جھلکتی ہے۔ دلی،

آتر پردیش اور بہار وغیرہ کے علاوہ جن کی مادری زبان آردو ہے، ان صوبوں میں بھی جن کی وہ مادری زبان نہیں ہے کسی نہ کسی شکل میں رائج ہے۔ اور ان کے باشندوں تک میں سمجھی جاتی ہے۔ اور بڑے بڑے شہروں اور خاص خاص علاقوں میں بولی بھی جاتی ہے۔ اور مختلف صوبوں کے باشندوں کے درمیان افہام و تفہیم کا ذریعہ بھی آردو ہے۔ اس کے علاوہ وہ ایک ترقی یافتہ اور مہذب زبان ہے۔ بڑا وقیع لٹریچر اور سنجیدہ علمی و ادبی ذخیرہ رکھتی ہے اور ایک بلند اور شایستہ کلچر کی مالک ہے۔ اس لئے ایک ایسی ترقی یافتہ زبان کو نظرانداز کرنا جو ان خصوصیات کی حامل ہو نہ صرف تعصب و تنگ نظری بلکہ علم، تمدن اور قوم و ملک کے ساتھ دشمنی ہے اس سے متحدہ قومیت کو نقصان پہنچے گا۔ حکومت کا اعتبار آٹھ جائیگا اور اس کے سیکولرازم کے دعوی کی تردید ہوگی۔ اس لئے آردو کا مسئلہ حکومت کے تدبر اور اس کے عدل و انصاف کا سب سے بڑا امتحان ہے۔ اگر حکومت آردو کو وہ درجہ نہیں دے سکتی جس کی وہ حقیقتاً مستحق ہے۔ تو اس کو اس حق سے تو محروم نہ کرنا چاہئے جو ہندستان کی ان چھوٹی چھوٹی مقامی زبانوں کو حاصل ہے۔ جن کی آردو کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں۔

مخالفت کے اسباب

آردو کی مخالفت کے اور اسباب میں سے ایک بڑا سبب ہندی کے انتہا پسند حامیوں کا یہ وہم بھی ہے کہ اگر آردو کی شمع روشن رہی تو اس کے سامنے ہندی کا دیا نہ جل سکیگا۔ جو سراسر غلط ہے ہندی کے سرکاری زبان بن جانے کے بعد اس کو تنگ نظری کے سوا اور کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ جب آردو انگریزی کی ترقی کو جو بالکل اجنبی اور نامانوس زبان تھی۔ نہ روک سکی تو ہندی کی راہ میں کیا رکاوٹ پیدا کرے گی۔

جب کہ یہ دونوں زبانیں اصلاً ایک اور ایک ہی درخت کی دو شاخیں اور ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔ ہندی کے ان نادان دوستوں کا ذکر نہیں جو اس پر بیرونی سایہ بھی پڑنے دینا نہیں چاہتے لیکن جو لوگ اس کی ترقی اور وسعت کے خواہشمند ہیں ان کے لحاظ سے بھی آردو کو باقی رکھنا ضروری ہے اس لئے کہ جب یہ دونوں زبانیں ساتھ ساتھ چلیں گی ایک دوسرے سے متاثر ہوں گی اور آردو کی لطافت اور نفاست سے ہندی کا رنگ روپ اور نکھرے گا۔ اور ہندی کی ملاحت اور آردو کی صباحت کے میل سے زبان کا ایک نیا روپ، ایک نیا حسن اور نیا کلچر پیدا ہوگا جو آزاد ہندوستان کی متحدہ قومیت کا سب سے بڑا نشان ہوگا۔ زبانیں جبر و قوت سے بنائی اور مٹائی نہیں جاسکتیں بلکہ طبعی عوامل کے ماتحت صدیوں میں بنتی اور بگڑتی ہیں۔ اس لئے ہندستان میں ایک نہ ایک دن عام بول چال کی زبان پیدا ہو کر رہے گی۔ جو نہ خالص آردو ہوگی اور نہ شدھ ہندی بلکہ ان دونوں کی آسان اور سلیس شکل ہوگی۔ یہی زبان ہندستان کی اصل مشترک زبان ہوگی۔

انجمن ترقی اردو کی مساعی

ہم نے پہلے بھی یہی مشورہ دیا تھا اور اب ہماری یہی رائے ہے کہ آردو کی موجودہ تحریک کی قیادت انجمن ترقی آردو کے ہاتھوں میں رہنی چاہئے اور دوسرے اداروں کو اس کام میں اس کا ہاتھ بٹانا چاہئے اس لئے کہ اس میں اسی جماعت یا ادارہ کی کامیابی کے امکانات زیادہ ہیں جو پہلے سے مستقل اور منظم ہوں، اور پبلک اور گورنمنٹ دونوں میں اس کو اعتبار و اعتماد حاصل ہو یہ خصوصیات صرف انجمن ترقی آردو میں ہیں، انجمن کے متعلق یہ بدگمانی صحیح نہیں ہے کہ وہ نیم سرکاری ادارہ ہے اس لئے ممکن ہے کہ آیندہ ضرورت کے وقت وہ تیز قدم نہ آٹھا سکے اور کسی نازک مرحلے میں اس کام کو ادھورا چھوڑ کر الگ ہوجائے اولاً یہ مہم ایک آئینی وکالت ہے جس میں کسی انقلابی اقدام کی ضرورت ہی نہ پیش آئے گی۔ لیکن اگر بالفرض ایسا ہو بھی تو اب انجمن پہلے

قدم نہیں ہٹا سکتی، اس لئے کہ اس تحریک کو ہاتھ میں لینے کے بعد اس کا وجود اس سے وابستہ ہو گیا ہے اگر وہ اس کام میں کسی قسم کی کمزوری دکھائے گی تو وہ ختم ہو جائے گی اور اب اُردو کا مسئلہ قومی بن گیا ہے اس لئے انجمن کی علیحدگی سے وہ ختم بھی نہیں ہو سکتا اس لئے انجمن سے اس کو نقصان پہونچنے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔

اس تحریک کی مقبولیت

اس تحریک کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جہاں جہاں اس کی آواز پہنچ گئی ہے لوگوں میں اس کو کامیاب بنانے کا جوش و ولولہ پیدا ہو گیا ہے چنانچہ اعظم گڈھ کے دور دراز دیہاتوں کے باشندے فارم لینے کے لئے برابر آرہے ہیں اور دارالمصنفین اس وقت تک کئی ہزار فارم اپنے پاس سے چھپوا کر تقسیم کر چکا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس جوش اور مستعدی سے پورا فائدہ اُٹھایا جائے۔ اگر یہہ کام پورے ضبط و نظام سے کیا گیا تو بیس لاکھ کیا چالیس لاکھ دستخطوں کا حصول بھی مشکل نہیں ہے۔

کچھ دوسروں کی باتیں

انجمن ترقی اردو

انجمن ترقی اُردو کی مئی سنہ ۱۹۰۰ ع سے اگست سنہ ۱۹۰۱ ع تک کی رپورٹ اس وقت سامنے ہے۔

آج سے اکاون برس پہلے یو۔پی کے لفٹنٹ گورنر سر چارلس میکڈانلڈ کے کہنے اشارے اور اکسانے پر اس صوبے میں ناگری پرچارنی سبھا کی بنیاد رکھی گئی اور اس پر انت کی کچہریوں اور دفتروں میں هندی کی تحریک اور هندی اُردو کا جھگڑا شروع ہو گیا۔ اس کے جواب میں سنہ ۱۹۰۳ ع میں علی گڈھ کی ایجوکیشنل کانفرنس نے اُردو کی حفاظت کرنے اور اُس کو ترقی دینے کے لئے اپنا ایک محکمہ کھولا۔ انجمن ترقی اُردو کی جس رپورٹ کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ دس گیارہ سال تک اُردو کی ترقی کا کام اسی محکمے کی دیکھا ریکھہ میں چلتا رہا۔ پھر مولانا عبدالحق کے سکریٹری کے بعد ایجوکیشنل کانفرنس سے الگ اُردو کے بڑھاؤ کے لئے ایک سنگٹھن پیدا ہوا۔ مولانا کی وجہ سے اورنگ آباد اس کا کیندر بن گیا۔ حیدرآباد کی سرکار اور وہاں کے لوگوں کی مدد سے اُردو نے کافی ترقی کی۔ اس کو آل انڈیا شکل دینے کے لئے یہہ ضروری سمجھا گیا کہ انجمن ” اُردو کا کیندر دلی بنایا جائے۔ سنہ ۱۹۳۸ ع میں اس کا دفتر اورنگ آباد سے دهلی آ گیا۔ مولانا عبدالحق کی دیکھہ ریکھہ میں انجمن نے کافی کام کیا اور دیش کا دھیان اپنی طرف کھینچا۔

دنگوں اور بدامنی کا سب سے ادھک اثر جیون کے کلچری پہلو پر پڑتا ہے۔ اس کی باڑھ رُک جاتی ہے اور اس میں طرح طرح کے روگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ سنہ ۱۹۴۷ ع کے هندو مسلم بلوؤں میں بھی ہماری ملی جلی کلچر کو کٹھن منزل سے گزرنا پڑا۔ انجمن ترقی اُردو کو بھی نقصان پہنچا اور اس کا سارا شیرازہ تھوڑے دنوں کے لئے بکھر گیا۔ انجمن کے دفتر کو دهلی سے علی گڈھ لایا گیا۔ سنہ ۱۹۴۸ ع میں انجمن کے ڈائرکٹروں کی ایک بیٹھک ہوئی جس میں یہہ طے پایا کہ انجمن کا کیندر هندستان میں بنا رہے اور کام پھر سے شروع کیا جائے اور اس کا پاکستان سے کوئی تعلق نہ رہے۔ اسی جلسے میں ڈاکٹر ذاکر حسین کو صدر اور قاضی محمد عبدالغفار کو سکریٹری چنا گیا۔

انجمن کے نئے جنم میں بدلے ہوئے حالات کے مطابق اُردو زبان کو بڑھانے میں هر نئے پہلو کو شامل کر لیا گیا ہے۔ انجمن کے موٹے موٹے دو مقصد ہیں۔ ایک اُردو بھاشا اور اس کے پرانے ساہتیہ کو زندہ اور قایم رکھنا اور دوسرے اُردو بھاشا کو ترقی دینا۔ یہہ بھی کوشش کی

جائے گی کہ اردو عام پسند بنانے کے لئے اسے آسان بنانے پر دھیان دیا جائے اور جنتا کی بول چال کے نزدیک سے نزدیک رکھا جائے۔

کچھ لوگ پوچھتے ہیں کہ اب انجمن ترقی اردو کی کیا ضرورت ہے؟ ہماری یونین کے ودھان میں اردو کو ان زبانوں میں سے ایک بتایا گیا ہے جو سرکاری بھاشا ہندی کو روپ دینے اور بڑھانے میں مدد دیں گی اور پرانی بھاشاؤں کے ساتھ ساتھ اردو کی بھی چھاپ ہندی پر رہنی چاہیئے اور اس میں ہندی کی بڑھوتی، ترقی اور سندرتا ہے۔ لوگوں کو یہ بتانے کے لئے کہ یہ اردو کیا ہے، دیش کی بولیوں میں اس کی کیا جگہ ہے اور اس کی کیسی چھاپ ہندی پر پڑنی چاہیئے انجمن ترقی اردو کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ نام اس کا انجمن ترقی اردو ہے۔ لیکن اصل میں دیش کی سرکاری بھاشا ہندی کو مالا مال کرنے کے سلسلے میں یہ بہت کام کر سکتی ہے۔

اردو بھاشا کا کسی مذہب، کسی جات، کسی فرقے سے کوئی سمبندھ نہیں۔ عام طور پر کسی زبان کا اس طرح کے گروہوں سے کوئی سمبندھ نہیں ہوتا۔ زبانیں استھانی ہوا کرتی ہیں۔ اردو زبان ان سب کی زبان ہے جو اسے بولتے ہیں۔ اس کے مٹنے سے نہ کوئی مذہب مٹیگا نہ کسی خاص فرقے کا کلچر۔ اگر کوئی چیز مٹے گی تو وہ ہے ہمارا ملا جلا کلچر۔ اور ساہتیہ کے میدان میں اب تک کے ہمارے تجربے اور ہماری چومکھی ترقی۔ ہم کو آگے بڑھنا ہے اور ہم ہر میدان میں آگے بڑھیں گے لیکن بنا بنیاد کے نہیں۔ اردو ہمارے دیش کی ایک زبان ہے۔ اس کی خدمت میں ہر وچار کے آدمی کا حصہ لینا ہر طرح اچت ہے۔ انجمن کے ڈائرکٹروں کی گنتی بڑھا دی گئی ہے جن میں ہندو اور مسلمان ہندی کے ودوان اور اردو کے ودوان دونوں شامل ہیں۔ ان کی گنتی اب چالیس تک ہو گئی۔

پندرہ مہینوں میں انجمن نے کافی کام کر ڈالا، لائبریری کی پرانی کتابوں کی حالت سدھاری گئی اور سدھاری جا رہی ہے۔ ملک بھر میں انجمن کی شاخوں میں جان ڈالی گئی۔ بہت سی نئی اچھی اچھی کتابیں الگ الگ مضمونوں پر چھپوائے۔ انجمن کا ارادہ ہے کہ ہر مضمون پر کتابیں چھپوائے۔ اس کے پروگرام میں ایک بڑی بات یہ بھی ہے کہ اردو کے سارے ساہتیہ کو دیوناگری لکھاوٹ میں چھاپ کر ہندی لکھاوٹ جاننے والی جنتا تک پہونچا دے اور ہندی اور دوسری بھارتی بھاشاؤں کے ساہتیہ کو اردو میں چھاپ کر اردو جاننے والی جنتا سے ان کا پریچے کرائے۔

انجمن کے سامنے کام بہت ہے لیکن پونجی کم ہے۔ پہلے انجمن کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ روپے تھی۔ اب صرف ساٹھ ہزار رہ گئی ہے۔ اس میں سے چھتیس ہزار روپے ہندی سرکار نے دیا ہے، باقی آمدنی دوسرے ذریعوں سے ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ سرکار کی مدد پر زیادہ دنوں کام نہیں کیا جا سکتا۔ انجمن کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا ہی چاہیئے۔ کتابوں کی بکری سے ابھی بہت امید نہیں کی جا سکتی۔ ایک تو کتابوں کی بکری کو یوں ہی دھکا پہونچا ہے دوسرے انجمن کی نکالی ہوئی ۲۰۰ کتابیں مقدمے بازی کی وجہ سے کھٹائی میں پڑی ہیں۔

رپورٹ کے آخر میں آمدنی اور خرچ کا حساب دیا ہوا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ کتابوں کی تیاری اور چھپائی میں انجمن نے سولہ ہزار تین سو پندرہ روپئے دس آنے خرچ کیا ہے۔ انجمن کا اخبار "ہماری زبان" پندرہ دن میں نکلتا ہے۔ اس کا نکلنا ضروری ہے۔ لیکن اس طرح کے اخبار میں گھاٹا ہوتا ہے۔ "ہماری زبان" کا سالانہ گھاٹا چھ ہزار نو سو چودہ روپیئے دس آنے چھ پائی ہے۔ ایک اور ادبی تماہی رسالہ انجمن "اردو ادب" کے نام سے نکالتی ہے۔ اور رسالے کا سالانہ گھاٹا دو ہزار دو سو بائیس روپیئے ساڑھے دس آنے ہے۔

ہماری یونین کے ودھان میں اردو کو بھارت کی بھاشاؤں میں سے ایک بھاشا مانا گیا ہے۔ اردو کا ساہتیہ ہے، اردو کی پرمپرا ہے، اردو کے

کلا کاروں" کا جنتا میں مان ہوتا ہے اور مشاعروں میں بھیڑ لگی رہتی ہے۔ پھر بھی کہا جاتا ہے سرکاری کاغذ اس بات پر چپ ہیں کہ وہ کہاں کی زبان ہے۔ ظاہر ہے کہ اردو کسی دوسرے دیش کی زبان نہیں ہے۔ اردو پاکستان کی زبان بھی نہیں ہے۔ اردو کی پاکستان میں زیادہ سے زیادہ وہی حیثیت ہو سکتی ہے جو انگریزی کی اب تک رہ چکی ہے یا فارسی کی کسی زمانے میں تھی۔ پاکستانیوں کی زبان بنگلہ، پنجابی، سندھی اور پشتو ہے، اردو نہیں۔ پھر اردو کہاں کی زبان ہے؟

ہم اردو اور ہندی کو دو بھاشائیں مانتے ہی نہیں۔ سچ تو یہہ ہے کہ بول چال کی ہندی اور اردو دونوں ایک ہیں۔ اسی کو ہندوستانی بھی کہتے ہیں اور کتابی یعنی پڑھے لکھے لوگوں کی ہندی اور اردو اسی ایک بھاشا کی دو الگ الگ شیلیاں ہیں۔ اگر ہم اردو اور ہندی کو الگ الگ بھی دیکھیں تو ان میں فرق واکیوں کی بناوٹ کا نہیں کچھہ شبدوں ہی کا ہے۔ "میری آیو پچاس ورش کی ہے" ہندی ہے۔ "میری عمر پچاس سال کی ہے" اردو ہو گئی۔ لیکن اگر ہم اسی کسوٹی پر بھی اپنی پرانت کی بول چال کی بھاشا کو کس کر دیکھیں تو دلی، میرٹھہ اور لکھنو ہی نہیں بلکہ الہ آباد اور بنارس کی گلیوں اور گاؤں میں بھی عام جنتا عمر، حالت، ضرورت اور فرق بولتی ہے۔ آیو، دشا، آوسیکتا اور انتر نہیں۔ اسی طرح کے پچاسوں شبد گنائے جا سکتے ہیں ہمیں ایمانداری کے ساتھہ اس سچائی کو ماننا چاہیئے۔ جہاں تک اردو ہندی دو ہیں وہاں تک اس پرانت کے ادھک تر حصے کی عام بول چال کی زبان ہندی کی نسبت اردو کے زیادہ نزدیک ہے۔ ایسی حالت میں اور ہندی کے دیش بھر کی سرکاری زبان ہو جانے کے بعد یہہ شکایت کہ اس پرانت میں جو لڑکے یا جو لوگ اسکولوں میں اردو پڑھنا چاہتے ہیں انہیں مدد دینے کی جگہ ان کے راستے میں روکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں، بڑے دکھہ کی بات ہے۔

۲۲ مئی سنہ ۱۹۵۱ ع کو اس کام کے لئے ایک مشن بھائی سمپورنانند سے ملا تھا۔ اسکا نتیجہ ہوا کہ انہوں نے ایک سرکلر نکلوا دیا کہ جہاں لڑکے اردو میں تعلیم پانا چاہیں ان کو اردو کی تعلیم دی جائے۔ پر اس حکم پر عمل سب جگہ سچائی اور بڑے دل سے نہیں ہو رہا ہے ہمارے سرکاری افسروں اور جنتا دونوں کو اس معاملے میں ادھک ادارتا سے کام لینا چاہیئے۔

انجمن ترقی اردو نے حال میں طے کیا ہے کہ اس پرانت کے کئی لاکھہ آدمیوں کے دستخطوں سے یونین کے راشٹرپتی سے یہہ پرارتھنا کی جائے کہ وہ ودھان کی دھارا ۳۴۷ کے انوسار اردو کو اس پرانت کی ایک استھانی یعنی علاقائی زبان کا اعلان کر دیں۔ ہندی اور اردو دونوں کے پریمیوں سے ہماری اپیل ہے کہ وہ اس کام میں پوری مدد دیں۔ دستخط اکٹھا کرنے والوں کا فرض ہے کہ وہ نہ کیول ان لوگوں کے پاس بھی جائیں جو اردو کے حامی ہیں۔ بلکہ ان لوگوں کے پاس بھی جائیں جو ہندی کے سچے پریمی ہیں اور ان کی مدد اور شبھہ کامنا حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ہندی کے بڑے بڑے لیکھکوں کے پاس جا کر ان کے سامنے اپنی بات رکھنے اور ان کی مدد چاہنے سے بھی امید ہے کہ وہ پوری طرح سے اس مانگ کا سمرتھن کریں گے۔

انجمن کے نام پر چندہ

بلند شہر کا ایک دبلا پتلا نوجوان جس کا نام نثار احمد ہے عرصہ ہوا جنرل سکریٹری صاحب انجمن ترقی اردو ہند سے ملنے کے لئے علی گڈھ آیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موقع پا کر اس نے کچھہ فارم اور دوسرے کاغذات چرا لئے اور اب میرے فرضی دستخط سے انجمن کے لئے چندہ جمع کر رہا ہے۔ جناب سجاد احمد خاں صاحب فاضل دیوبند مدرسہ باب الاسلام موضع سلاقی۔ ڈاکخانہ ہاپوڑ ضلع میرٹھہ نے اس کی چوری پکڑ لی ہے۔ جس کا اس نے اقرار بھی کیا ہے۔ اس لئے یہہ اعلان ضروری ہے کہ:-

انجمن نے کسی کو چندہ وصول کرنے کے لئے مقرر نہیں کیا ہے۔ حامیان اردو کو ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہیئے جو انجمن کے نام پر کسی قسم کا چندہ طلب کریں یا اپنے آپ کو انجمن کا کارکن بتلائیں۔

خیر پوروی

نمایندہ خصوصی انجمن ترقی اردو

ہند علی گڈھ۔

ہندی والوں میں اردو پریم ہی ہندی کی شوبھا اور اس کے بھنڈار دونوں کو بڑھائے گا اس میں جان پیدا کر دے گا اور اردو والوں میں ہندی پریم اردو کی بھی آتما کو امر کر دیگا۔

پنڈت سندر لال

مدیر "نیا ہند" الہ آباد

کچھ اتر پردیش کی شاخوں سے

علاقائی زبان کی مہم وقت کی سب سے اہم اور زبان کو زندہ رکھنے کی آخری مہم ہے۔ اس کی کامیابی کا دارومدار آپ کے اخلاص اور جد و جہد پر ہے۔ الکشن کے ہنگامے ختم ہو چکے ہیں اب کام کی رفتار تیز ہونی چاہئیے۔ اور اپنی کارگذاریوں سے صدر دفتر کو باخبر رکھنا چاہئیے۔

اخبار ہماری زبان۔ آپ کا اخبار ہے اس میں اس تحریک کے متعلق ضروری معلومات شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے ہر کارکن کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔

شاخوں کے دفتر میں یہہ اخبار مرکز کی طرف سے جاری کر دیا گیا ہے اگر آپ کے یہاں انجمن کی شاخ قایم ہے اور اخبار نہیں پہونچتا ہے تو آپ سمجھہ لیجئیے کہ آپ کی شاخ نے ابھی تک اپنا الحاق مرکز سے نہیں کرایا ہے۔

اگر آپ کی شاخ کا الحاق مرکز سے نہ ہو تو آپ اپنی شاخ کا جلد الحاق کرائیے اور مرکز کے شاخ کی حیثیت سے کام کیجئیے۔

انجمن کی خبریں

گلاوٹھی

۱۰ دسمبر ۱۹۵۱ ع کو قصبہ گلاوٹھی ضلع بلند شہر کے حامیان اردو نے انجمن ترقی اردو ہند کی شاخ قایم کی۔ حسب ذیل اصحاب عہدے دار اور ارکان منتخب ہوئے۔

حافظ شفیع اللہ صاحب صدر۔ حکیم حامد علی صاحب نائب صدر۔ محمد ابراہیم صاحب سکریٹری۔ ہیڈ ماسٹر مفید عام اسکول۔ سید شوکت علی صاحب خزانچی۔ حکیم اللہ رکھا صاحب رکن۔ حکیم محمد مصلح صاحب رکن۔ مولوی حمید الدین صاحب رکن۔

دھلی

انجمن ترقی اردو ہند شاخ دہلی کا سالانہ جلسہ ۲۹ و ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۵۱ ع کو منعقد ہوا پہلی نشست ڈیوبکو ریسٹورنٹ نئی دہلی میں قاضی عبد الغفار صاحب جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو ہند کی صدارت میں ہوئی پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی نے افتتاح کیا۔ اور قاضی عبدالغفار نے صدارتی خطبہ پڑھا۔ بعد ازاں خواجہ احمد فاروقی محمد اجمل خاں نے اردو پر تقریریں کیں امن لکھنوی نے اردو پر ایک قطعہ اور مجاز لکھنوی نے اپنا کلام سنایا انجمن کی سالانہ رپورٹ کے بعد مندرجہ ذیل قرار داد متفقہ طور پر منظور کی گئی۔

انجمن ترقی اردو کی شاخ دہلی علاقائی زبان کی تحریک کی۔ جو مرکزی انجمن نے شروع کی ہے۔ پوری تائید کرتی ہے۔ اور مرکزی انجمن کو یقین دلاتی ہے کہ وہ اس اہم تحریک میں مرکز سے پورا پورا تعاون کرے گی۔ دہلی کی شاخ کی رائے میں اردو زبان کی حفاظت کے لئے یہہ بہت اہم تحریک ہے ہر اردو بولنے والے کو ملک کے ہر حصہ میں اس کی عملی تائید کرنی چاہیئے۔

۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۵۱ کو ۷ بجے شام ٹاؤن ہال میونسپل کمیٹی میں کنور مہندر سنگھہ بیدی سحر کی صدارت میں ایک شاندار مشاعرہ ہوا۔ جس میں مشاہیر شعراء نے شرکت فرمائی۔

انجمن ترقی اردو صوبہ دہلی کے سالانہ اجلاس میں علامہ پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی دہلوی نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہہ انجمن کا پہلا اجلاس ہے۔ زمانہ ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ذرا کچھہ تھوڑی باتیں پیش کریں خواہ وہ کچھہ حضرات کو ناخوشگوار گزریں اردو زبان ہمارا زبردست تہذیبی سرمایہ ہے۔ اور بعض معترضین یہہ کہتے ہیں کہ یہہ کوئی زبان ہی نہیں ایسے لوگوں کی یا تو ڈھٹائی کی تعریف کی جائے یا معصومیت پر افسوس۔

یہہ ہندی ادیبوں کی تحقیق کے مطابق طے ہو چکا ہے کہ صرف اردو ہی ایسی زبان ہے جس میں گلگت سے کوچین تک گفتگو ہو سکتی ہے۔ (بھارت بھارتی)

سنہ ۱۹۰۰ ع تک ہندی میں سیاسی اور قومی شاعری نہیں آئی تھی جسے وطنی شاعری کہہ سکیں میتھلی سرن گپت پہلے ہندی شاعر ہیں۔ جنہوں

نے ہندی ادب کو اس سے روشناس کرایا اور اپنی شاعری میں مسدس حالی بھارت ورپن (تصنیف کیفی دہلوی) سے استفادہ کیا ہندو شعرا نہ صرف اردو بلکہ فارسی میں بھی بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔ ٹیک چند بہار اور آنند رام مخلص آج بھی ایران میں مستند شاعر مانے جاتے ہیں اسی طرح ملک محمد جائسی اور عبدالرحیم خانخاناں ہندی شاعری کے وہ ہیرو ہیں۔ جن پر ہندی ادب ہمیشہ فخر کرتا رہے گا۔ میرا مقصد اس کہنے سے یہہ ہے کہ علم و ادب کی خدمت کے لئے مذہب کبھی حائل نہیں تھا اور اب بھی اس کو حائل نہیں ہونا چاہیئے یہہ صرف لوگوں کی زیادتی اور کج فہمی ہے کہ اردو سے خواہ مخواہ بیر باندھ لیا ہے۔

لکھنؤ کنونشن کا ذکر کرتے ہوئے کیفی صاحب نے فرمایا کہ اب اردو والوں کی یہہ کوشش ہے کہ اردو کو کم از کم ایک صوبہ کی علاقائی زبان مان لیا جائے۔ علامہ نے کہا کہ تعزیرات ہند کا ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد سے صدی پہلے لکھوایا گیا۔ انہوں نے اتنی مکمل اور منظم اردو میں لکھا ہے جس میں ایک فٹ نوٹ کی بھی ضرورت نہ پڑی۔ مگر اب جمہوری حکومت میں جب آئین کا ترجمہ کیا گیا۔ تو اس کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی۔ اور گھنشیام گپتا اس کے چیرمین مقرر ہوئے انہوں نے جو ترجمہ کیا اس میں آدھے الفاظ کا وضاحت نامہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندی ابھی ترقی یافتہ نہیں۔ جتنا کہ ایک زندہ زبان کو ہونا ضروری ہے۔

اردو کی ترقی کا یہہ عالم ہے کہ اس میں سائنس، نفسیات، معاشیات پر رسالے نکلتے ہیں اور فزکس، کیمسٹری پر بحث کی جاتی ہے ہندوستان کی کسی زبان میں اتنا اعلیٰ درجہ کا لٹریچر نہیں پیش کیا جاتا عثمانیہ یونیورسٹی تقریباً پچیس سال سے صرف اردو ہی میں تمام مضامین کی تعلیم دیتی ہے کیفی صاحب نے بہت سی مثالوں سے اس دعوے کی تشریح کی کہ اردو ہی ایک ایسی زبان ہے جو ہماری تمام ضروریات کو پورا کرسکتی ہے۔

تیر ودھان کے ذریعے اب یہی ہوسکتا ہے کہ حکومت سے ہم اپنے جائز حق کا مطالبہ کریں۔ اور اردو کو علاقائی زبان قرار دلوائیں علامہ نے اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ اردو کو نیک آدمیوں نے نیک اوقات میں نیکیوں کے لئے بنایا ہے اس لئے یہہ ختم نہیں ہوگی۔ اور مہاتما گاندھی کی اس بات کو ماننا پڑے گا جو مرنے سے بیس روز پہلے تک اردو کے متعلق فرمایا تھا تقسیم ہند کے بعد بھی زبان کے متعلق میری وہی رائے ہے جو پہلے تھی۔

انجمن ترقی اردو صوبہ دہلی نے مرکزی انجمن کی ہدایت کے مطابق اردو کو یو۔پی کی علاقائی زبان تسلیم کرانے کے لئے دہلی میں اپنی مہم شروع کردی ہے چنانچہ دہلی میں رہنے والے یو۔پی کے شاعر، ادیب اور اردو لکھنے پڑھنے والے بلا قید مذہب و ملت محضر نامہ پر دستخط فرما کر اپنے جائز حق کا مطالبہ کریں۔ دستخط حاصل کرنے کے لئے فارم دفتر انجمن ترقی اردو صوبہ دہلی علی منزل کوچہ پنڈت سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

صبر حد۔ ضلع جون پور

۳۰ دسمبر کو مدرسہ فاروقیہ قصبہ صبر حد ضلع جون پور کے معلم جناب الحاج قاری محمد یاسین صاحب شرف کی صدارت میں حامیان اردو کا ایک عام جلسہ ہوا اور اسی موقع پر انجمن ترقی اردو ہند کی شاخ کا قیام عمل میں آیا۔ حسب ذیل اصحاب عہدے دار منتخب ہوئے۔

ڈاکٹر محمد مختار صاحب اصلاحی۔ صدر
شیخ عظمت اللہ صاحب نائب صدر
محمد یاسین صاحب جنرل سکریٹری
منشی عبدالعزیز صاحب جوائنٹ سکریٹری
عبدالحفیظ صاحب خازن

(نامہ نگار)

اوجین

سید محمود صاحب سکریٹری انجمن ترقی اردو اوجین اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں ـ

یکم جنوری ۱۹۵۲ ع سے سبزی منڈی میں کرین کیبل کی بالائی منزل میں انجمن کا دفتر قائم کر دیا گیا ہے۔ اور دفتر میں ایک مشاورتی جلسہ بھی کیا گیا ہے جس کی صدارت عبد القادر صاحب نے کی تھی اور صدر انجمن سید موثر علی صاحب نے اپنی تقریر میں اس بات پر زور دیا ہے کہ اراکین انجمن اردو کی تعلیمی حالت بہتر بنانے کی سعی کریں ـ ذیل کی تجویزیں بھی حاضرین نے اتفاق رائے سے منظور کی ہیں۔

۱- اوجین کے سرکاری و نیم سرکاری و پرائیوٹ مدرسوں میں تعلیمی حالت کا اندازہ کرنا اور اس کو بہتر بنانے میں ہر ممکن اعانت کرنا

۲- تعلیم بالغان کے لئے مدرسہ شبینہ کا قیام

۳- اردو کی اشاعت و ترقی کے لئے ایک ماہانہ رسالے کا اجرا۔

۴- ہر مہینے میں ایک مجلس مناظرہ اور مشاعرہ منعقد کرنا۔

۵- علمی و ادبی کتابوں کا ذخیرہ جمع کرنا اور ایک کتب خانہ قایم کرنا۔

۶- حامیان اردو کی تعداد بڑھانے کے لئے ہر اردو پڑھے لکھوں کو انجمن کا ممبر بنانا اور جامعہ اردو علی گڈھ کے امتحانات میں شریک ہونے کی ترغیب دلانا۔

۷- اسکولوں کا جائزہ لینا۔

رسیان خاں پور

سخاوت اللہ صاحب چشتی سکریٹری انجمن ترقی اردو رسیان خاں پور ضلع پیل بھیت لکھتے ہیں:-

۶ جنوری ۱۹۵۲ ع بوقت ۷ بجے شام بمقام کوٹھی عالی جناب محمد صابر خان صاحب آفریدی بی۔ اے ایل ایل۔ بی انجمن ترقی اردو رسیان خاں پور کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جسکی صدارت عالی جناب کیپٹن محمد نصور خان صاحب آفریدی نصور سردار بہادر ـ او۔ بی۔ آئی نے فرمائی ـ جناب صدر صاحب نے ایک مختصر تقریر میں انجمن اور اسکے کام کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور اراکین انجمن کو اپنے فرائض جوش استقلال اور اولو العزمی۔ سے انجام دینے کی تاکید فرمائی ـ اراکین انجمن نے عہد کیا کہ وہ اپنے فرائض تندہی اور استقلال سے انجام دینگے اور اپنی مادری زبان کو علاقائی زبان تسلیم کروا کر ہی چین لیگے۔ اسکے بعد مجلس انتظامیہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ اور مندرجہ ذیل اصحاب عہدیدار اور ممبر منتخب ہوئے:-

جناب محمد صابر خان صاحب آفریدی بی۔ اے ایل ایل۔ بی (وکیل) صدر انجمن

پنڈت بنو لال صاحب ترپاٹھی وی۔ ٹی۔ سی نائب صدر حافظ حامد حسین صاحب چشتی نائب صدر جناب منشی سخاوت اللہ صاحب چشتی وی۔ ٹی۔ سی جنرل سکریٹری منشی قاسم علی صاحب قادری جوائنٹ سکریٹری محمد یوسف خان صاحب آفریدی جے۔ ٹی۔ سی خزانچی۔ شیخ اشتیاق حسین صاحب چشتی رکن منشی عزیز احمد صاحب چشتی رکن رحمداد خان صاحب رکن شمس الدین صاحب رکن مولوی محمد عبداللہ صاحب وی۔ ٹی۔ سی رکن

۹ جنوری ۱۹۵۲ ع بوقت ۱۰ بجے بمقام کوٹھی جناب محمد صابر خان صاحب آفریدی وکیل صدر انجمن ترقی اردو رسیان خاں پور ضلع پیل بھیت کی مجلس انتظامیہ کا جلسہ ہوا۔ جس میں جناب صدر نے اردو زبان پر مختصر تقریر فرمائی اور اسکے علاقائی زبان قرار دئے جانیکی ضرورت سمجھائی اور اس سلسلہ میں فارموں کی تکمیل اور دستخط حاصل کرنیکے طریقوں کی وضاحت کی بعد ازاں جنرل سکریٹری نے آبادی کو حلقوں میں تقسیم کیا اور ممبران و عہدیداران کو فارم سپرد کر کے کام شروع کرنیکی درخواست کی۔

———

ریاست ٹونک

ٹونک ریاست میں انجمن ترقی اردو ہند کی شاخ قایم ہو گئی ہے جنرل سکریٹری مولانا سید منظور الحسن صاحب برکاتی بنائے گئے ہیں۔ شاخ کے ارکان نے ریاست میں اردو کی ترقی اور حفاظت کا کام شروع کر دیا ہے۔

نامہ نگار

بمبئی

انجمن ترقی اردو شاخ بمبئی کی دعوت پر جناب سید نصیر الدین صاحب ہاشمی بمبئی تشریف لائے اور ۱۶، ۱۷، ۱۸ جنوری ۱۹۵۲ ع کو انجمن اسلام ہال میں مندرجہ ذیل تین مقالے اصحاب ذوق کے سامنے پڑھے

(۱) حکمرانان دکن اور دیسی بولیوں کی سرپرستی

(۲) دکن میں اردو کے ہندو شعرا

(۳) دکھنی کلچر

تینوں مقالوں کا خلاصہ یہہ تھا کہ جس طرح حکمرانان دکن نے بلا تفریق مذہب و ملت پوری وسعت قلبی کے ساتھہ وہاں کی دیسی بولیوں کی سرپرستی کی اسی طرح وہاں کی ہندو رعایا نے بھی مسلمانوں کے دوش بہ دوش اردو زبان کی خدمت میں حصہ لیا یہاں تک کہ دکن کے ہندو مسلمان آپس میں اس طرح گھل مل گئے کہ زبان کے ساتھہ ساتھہ ان کا کلچر بھی ایک ہو گیا اب وہاں کے اونچے طبقے کی معاشرت کو دیکھہ کر یہہ معلوم کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ اس میں ہندو کون ہے اور مسلمان کون؟۔

اول و سوم دو مقالے جناب پروفیسر نجیب اشرف صاحب ندوی کی صدارت میں پڑھے گئے، دوسرے مقالے کی صدارت انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس کے پرنسپل ڈاکٹر ماتا پرشاد نے کی۔ انہوں نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ بعض لوگ جو یہہ کہتے ہیں کہ اردو بدیسی زبان ہے وہ سخت غلطی کر رہے ہیں اردو یہیں پیدا ہوئی۔ یہاں کے ہندو مسلمانوں نے مل کر اس کو پروان چڑھایا اور یہیں اس کا مشترک سرمایہ اب تک محفوظ ہے اس لئے ہر ہندوستانی کا فرض ہے کہ وہ اسے محفوظ رکھنے اور ترقی دینے کی کوشش کرے۔

عبد الرزاق قریشی
جوائنٹ سکریٹری

گورکھپور

گورکھپور کے مشہور طبیب جناب حکیم محمد ابو الکلام صدیقی صاحب اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں۔ کہ گورکھپور میں اٹھارہ ہزار سے زاید دستخط ہو چکے ہیں اور کام پوری مستعدی سے جاری ہے۔ اس سلسلے میں اسلامیہ کالج کے لائق پروفیسر جناب شمس الآفاق صاحب اور جناب منظور علی صاحب ایم۔ اے جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو گورکھپور کی کوششیں خصوصیت سے قابل تحسین ہیں۔

سہارن پور

نواب زادہ خان ودود علی خان صاحب سکریٹری انجمن ترقی اردو سہارن پور اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ:۔

"انجمن ترقی اردو سہارن پور نے طے کیا ہے کہ کم سے کم دو لاکھہ دستخط حاصل کئے جائیں اور جس وقت یہہ تعداد پوری ہو جائے ایک عام جلسہ کر کے یہہ تمام فارم ڈاکٹر ذاکر حسین خان صاحب صدر انجمن ترقی اردو اور انجمن کے جنرل سکریٹری جناب قاضی محمد عبد الغفار صاحب کی خدمت میں پیش کر دئے جائیں گے" حامیان اردو سہارن پور بڑی تیزی اور سرگرمی کے ساتھہ کام انجام دے رہے ہیں۔

ریاست بہار میں اردو علاقائی زبان کی تحریک

غلام سرور صاحب جنرل سکریٹری بہار ریاستی انجمن ترقی اردو پٹنہ نے حسب ذیل

بیان پریس کو دیا ہے۔

نئے سال کے شروع ہوتے ہی بہار ریاستی انجمن ترقی اُردو ہند پٹنہ نے ریاست میں اُردو کو علاقائی زبان بنوانے کی تحریک چلانے کا اعلان کر دیا تھا۔ اس سلسلے میں صدر جمہوریہ ہند کے پاس دستور ہند کی دفعہ ۳۴۷ کے مطابق محضر پیش کرنے کے لئے مرکزی انجمن ترقی اُردو ہند (علی گڈھ) کی نگرانی میں بہار ریاستی انجمن ترقی اُردو پٹنہ نے لاکھوں کی تعداد میں دستخط جمع کرنے کی عظیم الشان مہم کا بھی ساتھ ہی ساتھ آغاز کر دیا تھا آج ایک ماہ پورا ہو چکا ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ ذرا تفصیل سے اُردو دوستوں کو اپنی سرگرمیوں سے آگاہ کر دوں۔

سب سے پہلے میں ان تمام حضرات کا، اُردو دوستوں کا، اُردو نوازوں کا، اور حامیانِ اُردو کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہماری اس تحریک کا خیر مقدم کیا ہمارے حوصلے بڑھائے اور ہماری جانب دست تعاون دراز کیا ریاست بہار کی متعدد اردو ادبی انجمنوں نے ہمارا ساتھ دینے کا اعلان کیا۔ سارے صوبہ کے معزز مقتدر ہستیوں نے ہماری تحریک کو خوش آمدید کہا۔ ان میں مسلم بھی تھے اور غیر مسلم بھی، ادیب و شاعر بھی تھے، اور مذہبی و سیاسی اور سوشل رہنما بھی، وکلا بھی تھے اور وزرا بھی، طلبا بھی تھے اور اساتذہ بھی، خواص بھی تھے اور عوام بھی پھر میں ان تمام بھائیوں اور بزرگوں کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے ہزاروں کی تعداد میں خطوط ارسال کئے اور ہماری ہمت افزائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ سب سے بڑھکر تو مجھے ان خواتین کا شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے ہماری تحریک کی حمایت میں صرف بیان ہی نہیں شائع کیا بلکہ عملی طور پر تحریک کا ساتھ دیا۔ وہ حضرات بھی کم شکریہ مستحق نہیں جنہوں نے صوبہ کے باہر سے ہندوستان کے ہر گوشہ سے ہمیں اپنے تعاون کا یقین دلایا خصوصاً ہندوستان کے ہر صوبہ کے وہ اُردو اخبار جو ہماری تحریک کو پوری پبلسٹی دے کر نہ صرف اپنے فریضہ کی ادائیگی کر رہے ہیں بلکہ ہمارے حوصلے بھی بڑھا رہے ہیں۔ اس طرح ہم نے ایک طرف ایک مہینہ میں صوبہ و بیرون صوبہ کے ہر طبقہ، ہر ملت و مذہب اور ہر فکر و خیال کے اُردو دوستوں کی ہمدردیاں حاصل کرلیں اور ان کا تعاون ہمیں حاصل ہوا۔

دوسری طرف ہماری یہ تحریک شعلے کی طرح ساری ریاست میں پھیل گئی اور اُردو دوست کارکنان ہوا کی طرح ہر آس گھر پر دھاوا بولنے لگے جو اُردو گھر تھا جنوبی بہار شمالی بہار، چھوٹا ناگپور کے سطح مرتفع اور نیپال کی ترائیوں، دستخطوں کی مہم مکڑی کے جالے کی طرح پھیل گئی۔ اور آج یہ عالم ہے کہ سارے صوبہ میں روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں شیدائیان اُردو ہزاروں کی تعداد میں دستخط لے رہے ہیں۔ اور ہر ہر قصبہ اور گاؤں میں ہماری اُردو علاقائی زبان تحریک کی آواز پہونچ چکی ہے تین لاکھ دستخط کے فارم تقسیم کئے جا چکے ہیں۔

اندازہ ہے کہ ایک لاکھ دستخط حاصل کئے جا چکے ہیں پچیس ہزار دستخط کئے ہوئے فارم ابتک مرکزی دفتر کو موصول ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

اس منزل پر میں اپنے کارکنان سے چند باتیں کہدینا بہتر خیال کرتا ہوں۔

(۱) یاد رہے ہمیں لاکھوں کی تعداد میں دستخط جمع کرنے ہیں۔ اس لئے کوئی علاقہ کوئی تھانہ، کوئی موضع، قصبہ، قریہ بلکہ محلہ اور اس محلہ کا کوئی بالغ مرد اور عورت چھوٹنے نہ پائے۔ اگر وہ اُردو میں دستخط نہ کر سکتے ہوں تو انگوٹھے کے نشان لیجئے، ہمیں صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ ہماری مادری زبان اُردو ہے۔

(۲) خبردار دستخط نہ ہی دہرائے جاسکیں اور نہ ہی کوئی شخص چھوٹے اور نہ ہی دستخط یا انگوٹھے کے نشان غلط یا جھوٹے ہوں۔ اس لئے ہر ہر محلہ بلکہ اگر ضرورت ہو تو اسے بھی کئی علاقوں میں تقسیم کرکے اسے مخصوص ذمہ دار افراد کے حوالے کیا جائے۔

(۳) مسلم، غیر مسلم سبھوں سے دستخط لیجئے اور انہیں سمجھائیے کہ ہم ایک دستوری جد و جہد کر رہے ہیں ہم کسی زبان کی مخالفت نہیں کر رہے ہیں بلکہ اپنی زبان کی حفاظت کی تدبیریں کر رہے ہیں۔

(۴) برابر اپنے کاموں کی رپورٹ بھیجئے اور ہزار دستخط مکمل ہونے پر فارم دفتر پتہ کر بذریعہ رجسٹری بھیجدیجئے میں ایک بار پھر زور دے کر کہوں گا کہ کوئی بالغ مرد اور عورت چھوٹنے نہ پائے۔ اردو میں دستخط نہ کریں تو انگوٹھے کے نشان لگوائیے۔

آخیر میں پھر ریاست بہار کے تمام حامیان اردو اور اردو دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس حد تک کامیابی حاصل کرلینے کے بعد ہمارے خلوص پر یقین کرتے ہوئے ہمارے ساتھ مکمل اور عملی تعاون کریں تاکہ چار دنوں کے کام ہم دو دنوں میں کرسکیں۔

مرکزی انجمن ترقی اردو ہند علی گڈھ کی نگرانی میں یہہ تحریک اتر پردیش، بہار، دہلی اور بمبئی میں شروع کی جاچکی ہے۔ اردو کے مستقبل، اردو کی حیات اور اردو کی بقا کا سوال ہے۔ اور اسے حل کرنا غیروں کا کام نہیں بلکہ ہمارا کام ہے۔ ان تمام لوگوں کی کثیر آبادی کا کام ہے جن کی مادری زبان اردو ہے، آئیے ہم ملکر یکجہتی سے جوش و خروش، عزم و ولولہ، استقلال و استحکام سے اس کشتی کو گرداب سے نکال کر ساحل سے لگادیں۔ امید ہے کہ آپ میری اس گذارش کو نہ ٹھکرائیں گے اور پھر سر میں ایک نیا سودا لے کر کام شروع کریں گے۔ اردو کا جھنڈا لے کر آگے بڑھتے جائیے آپ منزل مقصود پر پہونچ کر رہیں گے۔

"اردو ریاست بہار کی علاقائی زبان بن کر رہیگی"

نئی کتابیں اور رسالے

رسول مقبول۔ قیمت ایک روپیہ ۴ آنے
ملنے کا پتہ مکتبہ کتاب گھر
اردو بازار دہلی اور یونین بک ڈپو
مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

رسول مقبول منظر جالندھری صاحب کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔

الارشاد۔ سالانہ چندہ چار روپے۔
ملنے کا پتہ۔ الارشاد میل وشارم
علاقہ مدراس

ماہانہ پرچہ ہے جو مولانا محوی صدیقی لکھنوی کی نگرانی میں میل وشارم مدراس سے شائع ہوتا ہے۔
ایڈیٹر ابو الجلال ندوی اور قاضی معراج بی۔اے ہیں۔

معیار ادب۔ سالانہ چندہ چار روپے
ملنے کا پتہ معیار ادب میل وشارم
علاقہ مدراس

ادبی ماہانہ رسالہ ہے۔ اس کے نگران بھی مولانا محوی صدیقی صاحب ہیں۔ ادارے میں اے احمد پاشا ایم۔اے، حامد صدیقی بی۔اے اور ممتاز مدراسی صاحب کے نام ہیں۔

نقوش۔ سالانہ چندہ سات روپے۔
ملنے کا پتہ ادارہ فروغ اردو
لاہور

"نقوش" زندگی آمیز اور زندگی آموز ادب کا نمائندہ ہے اس کا سالنامہ نمبر ۲۳۲ صفحات پر اپنی روایتی شان کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

شاہراہ۔ سالانہ چندہ نو روپیہ، ملنے کا پتہ مکتبہ شاہراہ۔ دہلی شاہراہ۔ ترقی پسند مصنفین ترجمان ہے۔ اس کا دسمبر اور جنوری نمبر سالنامہ کے نام سے شائع ہوا ہے۔ جس کی قیمت دو روپے ہے۔

نئی کتابیں

(۱) **پر چھائیں** آصف علی صاحب گورنر اڑیسہ کے قلم کا ایک شاہکار، فلسفہ حیات اور اس کے حقایق شاعرانہ تخیل کے پردے میں اعلیٰ قسم کے کاغذ بہترین ٹائپ کی طباعت۔

قیمت چار روپیہ

(۲) **مشترکہ زبان** راشٹر بھاشا کے سوال پر مہاتما گاندھی کے خیالات جو اس وقت نظر انداز کئے جا رہے ہیں۔ ٹائپ کی اعلیٰ طباعت۔ مکتبہ انجمن ترقی اردو۔

قیمت چار روپیہ آٹھ آنے

(۳) **یادگار حالی** بیگم صالحہ عابد حسین کی مرتب کی ہوئی سوانح عمری جس میں حضرت حالی کی سیرت اور انکی شاعری کے دلنواز پہلو واضح کئے گئے ہیں۔ طباعت لیتھو۔

قیمت چار روپیہ چار آنے

(۴) **حیات سر سید** مرتبہ مولوی نور الرحمن۔ سر سید کی زندگی پر ایک مختصر مگر جامع تبصرہ ہے۔ طباعت لیتھو۔

قیمت تین روپیہ ۸ آنے

(۵) **حیات اجمل** مرتبہ قاضی عبد الغفار صاحب۔ حکیم اجمل خاں مرحوم کی سوانح حیات جس میں مسیح الملک کے کردار کو انکے زمانہ کی سیاسی تاریخ کے پس منظر میں پیش کیا گیا ہے اس کتاب کا مخصوص پہلو یہہ ہے کہ وہ سوانح عمری بھی ہے اور اس زمانہ کی سیاسی تاریخ بھی جبکہ حکیم صاحب مرحوم قومی لیڈروں کی صف اول میں اپنا مقام رکھتے تھے۔ طباعت لیتھو۔

قیمت آٹھ روپیہ

( ) **مذہب اور دھرم** ہندستان کی مذہبی اور اخلاقی زندگی اور اسلام اور ہندو دھرم کے متعلق مہاتما گاندھی کے نظریات اور عقاید کا یہہ مجموعہ خود گاندھی جی کی تحریروں سے قاضی عبد الغفار صاحب نے مرتب کیا۔ طباعت ٹائپ

قیمت چار روپیہ

(۷) **ایک مشرقی کتب خانہ**

ترجمہ مولوی معز الدین رفعت صاحب پٹنہ کی مشہور خدا بخش لائبریری کا یہہ ایک نہایت دلچسپ خاکہ ہے جس میں یوروپ کے ایک عالم نے عالمانہ نظر سے مرحوم خدا بخش خان کے اس کارنامہ کا مطالعہ کیا ہے۔ طباعت لیتھو۔

قیمت تین روپیہ

(۸) **نفسیات اقوام** از پروفیسر معتضد ولی الرحمن مرحوم۔ یہہ پروفیسر برنارڈ ہارٹ کے ایک مضمون کا ترجمہ ہے جو نفسیات کے نقطہ نظر سے اقوام اور آنکے تاثرات پر بہت گہری نظر ڈالی ہے۔ طباعت ٹائپ

قیمت ایک روپیہ بارہ آنے

(۹) **ادبی قومی تذکرے** ایک پختہ کار ادیب اور جرنلسٹ کی حیثیت سے کول صاحب کو سارا ملک پہچانتا ہے آنکے مضامین میں وزن ہوتا ہے اور انکی باتوں میں اوج ہوتا ہے۔ موصوف کے مضامین کا (جو مختلف موضوعات پر حاوی ہیں) یہہ مجموعہ ادبی اور معلوماتی حیثیت کے اعتبار سے اس قابل ہے کہ ہر کتب خانہ میں موجود ہو۔ طباعت لیتھو

قیمت چھہ روپیہ آٹھ آنے

منیجر شعبۂ مطبوعات۔

انجمن ترقی اردو (ہند) علیگڈھ

باہتمام عزیز حسین منیجر نیشنل پرنٹرس کمپنی میں چھپا اور قاضی عبد الغفار صاحب پبلشر نے صدر دفتر انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڈھ سے شائع کیا۔